ابوالوفا مولانا عبدالحمید فاضل عربی

قسط نمبر ۱

القول المفید فی رد التقلید

یہ مقالہ جامعہ محمدیہ اہلحدیث ڈسکہ کے ماہانہ اجلاس میں پڑھا گیا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

قبل ازیں کہ میں تقلید کے موضوع پر اپنی گفتگو کا آغاز کروں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ پہلے لفظِ تقلید کا معنیٰ اور مفہوم عرض کر دوں تاکہ آپ میری بات کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

تقلید کا لغوی معنیٰ

لغت میں تقلید کا معنیٰ گلے میں کسی چیز کا لٹکانا ہے لیکن جب اس کا صلہ لفظِ دین کے ساتھ آئے یا دین کے مفہوم میں ہو۔ اُس وقت اِس کا معنیٰ کسی بات کو بغیر دلیل اور غور و فکر کے قبول کرنا ہے چنانچہ المنجد میں ہے۔

"قَلَّدَهُ فِي كَذَا اَيْ تَبِعَهُ مِنْ غَيْرِ تَأَمُّلٍ وَ نَظْرٍ"

یعنی تقلید ایسی پیروی کا نام ہے۔ جو غور و خوض سے خالی ہو۔ (المنجد عربی ص۶۴۹)

غیاث اللغات میں ہے۔

"تقلید گردن بند۔ درگردن انداختن و کار بعہد کسے ساختن و بر گردنِ خود کار بگرفتن و مجازاً بمعنیٰ پیروی کسے بے دریافت حقیقت آن"

ترجمہ۔ تقلید کا معنیٰ ہے گردن بند گلے میں ڈالنا اور کسی کی ذمہ داری پر کام کرنا اور اپنی گردن پر کوئی کام لے لینا اور معنیٰ مجازی یہ ہیں کہ حقیقت معلوم کیئے بغیر کسی کی اتباع کرنا (غیاث اللغات ص۱۰۳ بحوالہ حقیقۃ الفقہ)

صاحبِ مصباح لکھتے ہیں۔

"نصرانیوں کی سینہ بسینہ باتوں کو تقلید کہا جاتا ہے" (مصباح اللغات ص۷۰۱)

یعنی تقلید کا تعلق دلیل سے نہیں بلکہ سینہ گزٹ باتوں سے ہے۔

تقلید کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاح شرع میں تقلید ایسے عمل کا نام ہے۔ جو دوسرے کے کہنے پر بغیر دلیل کے کیا جائے۔

مسلم الثبوت صـ۲ پر ہے
"التقلید العملُ بِقَولِ الغیر من غیر حجۃٍ"
کہ تقلید غیر کے قول پر بلا دلیل عمل کرنے کا نام ہے۔
علامہ سبکی نے تقلید کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔
"التقلید اخذ قول الغیر من غیر معرفۃ دلیلہ"
(شرح جمع الجوامع جلد نمبر ۲ صـ۲۵۱)
دلیل کو پہچانے بغیر کسی کی بات پر عمل کرنا تقلید ہے۔
قاضی شوکانی حقیقتِ تقلید کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
"ھو العمل بقول الغیر من غیر حجت فیخرج العمل بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والعمل بالاجماع والرجوع العامی الی المفتی ورجوع القاضی الی شھادۃ العدول فانھا قد قامت الحجۃ فی ذالک" (ارشاد الفحول)
ترجمہ: "بغیر دلیل کے کسی کے قول پر عمل کرنا تقلید ہے۔ مگر حدیث اور اجماع پر عمل کرنا تقلید نہیں اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا اور قاضی کا عادل گواہوں کی طرف رجوع کرنا بھی تقلید نہیں کیونکہ اس پر دلیل قائم ہو چکی ہے"
حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔
"التقلید معناہ فی الشرع الرجوع الی قولٍ لاحجت لقائلہٖ علیہ وذالک ممنوع فی الشریعۃ والاتباع ماثبت علیہ حجۃ"
(اعلام الموقعین ج ۲، صـ۱۳۷)
شرع میں تقلید کا معنی ایسے قول کی طرف رجوع کرنا ہے۔ جس کے قائل کے پاس اس کی دلیل نہ ہو۔ اور یہ بلا دلیل عمل شریعت میں جائز نہیں اور اتباع وہ ہے جس پر دلیل قائم ہو۔ یعنی تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے۔ اور اتباع بادلیل"
عقد الفرید میں ملا حسن شرنبلالی حنفی فرماتے ہیں۔
"حقیقۃُ التقلید العمل بقول من لیس قولہ احدی الادلۃ الاربعۃ الشرعیۃ بلا حجۃٍ منھا فلیس الرجوع

الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید کان کلا منہما حجۃ شرعیۃ من الحجج الشرعیۃ (معیار الحق ص۶۶)

ترجمہ، تقلید کا اصل ایسے شخص کی بات پر عمل کرنا ہے جس کا قول چاروں شرعی حجتوں (کتاب وسنت اجماع وقیاس) پر مبنی نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے۔ اس لیئے کہ یہ دونوں حجت شرعیہ میں سے ہیں۔

بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بغیر دلیل قرآن وحدیث کے کسی امام یا فقیہ کی بات کو مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔

تقلید یہود اور مشرکین کا طرز عمل ہے۔ قرآنِ کریم نے مشرکین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ آبَاءَنَا"

کہ جب مشرکین کو کتاب اللہ پر عمل کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہمارے بزرگ چلتے تھے۔ ہم اپنے بزرگوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ بغیر دلیل کے بزرگوں کی باتوں پر عمل کرتے رہنا اسی کا نام تعصب ہے"

قرآن کریم نے مشرکین کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔ عمل بات بدایت پر عمل کرنا ہے۔ نہ کہ اکابر کے مذہب کو اپنائے رکھنا۔ اور یہی طرز عمل یہود و نصاریٰ کا تھا قران کہتا ہے۔

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللہِ (الآیۃ)

کہ انہوں (یہود ونصاریٰ) نے اللہ کے سوا اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنالیا۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام ترمذیؒ اپنی کتاب جامع ترمذی میں حضرت عدی بن حاتم کی حدیث بیان فرماتے ہیں

حضرت عدی بن حاتم پہلے عیسائی تھے۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت مبارکہ کی تلاوت سنی تو کہنے لگے۔ اللہ کے رسول ہم نے کبھی ان کی عبادت نہیں کی۔ اور نہ ہی ہم ان کو رب مانتے تھے۔ تو سرور دو عالمؐ ارشاد

فرماتے ہیں ۔

اما انھم لم یکونوا یعبدونھم ولکنّ ھم اذا احلوا لھم شیئًا استحلوہ واذا حرّموا علیھم شیئًا حرّموہ (جامع ترمذی)

کہ وہ اپنے علماء کی عبادت نہیں کرتے تھے ۔ (لیکن رب بنانے کا مفہوم یہ ہے) کہ ان کے علماء جب کسی چیز کو حلال کہہ دیتے تو وہ اسے حلال سمجھتے اور جب وہ کسی چیز کو حرام قرار دیتے تو وہ اسے حرام تسلیم کر لیتے ۔

یعنی : اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ صرف اپنے علماء کی باتوں کی واجب العمل سمجھ بیٹھے تھے ۔ انہوں نے رب العزت کے احکام کی طرف رجوع کرنا ترک کر دیا تھا ۔ اور وہ صرف علماء کے حکم پر بلا سوچے سمجھے سر جھکا دیتے تھے ۔ ان کی اسی روش کو اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی عبادت سے تعبیر کیا ہے ۔ تقلید بھی اسی کا نام ہے ۔ کہ امام کی بات کو بلا چون و چرا قبول کر لیا جائے اور اس پر کسی قسم کی دلیل طلب نہ کی جائے ۔ بلکہ کتاب و سنت کی مخالفت لازم آجائے تو کوئی پرواہ نہ کی جائے حق جاتا ہے ۔ تو جائے ۔ مگر امام کی تقلید نہ جائے ۔

عمل بالتقلید کے سلسلے میں حیرت کن بات یہ ہے ۔ کہ کتاب و سنت کے مقابلہ میں تمسک بالتقلید مقلدین کا باقاعدہ اصول ہے ۔

چنانچہ علامہ ابو الحسن الکرخی الحنفی فرماتے ہیں ۔

" کل اٰیۃ تخالف ما علیہ اصحابنا فھی مُؤَوَّلَۃٌ او منسوخۃ وحدیث کذالک فھو مُؤَوَّلٌ او منسوخٌ "

(اصول کرخی و تاریخ التشریع الاسلامی ص ۳۳۲)

ترجمہ : ہر وہ آیت یا حدیث جو ہمارے مذہب کے خلاف ہوگی اس کی تاویل کی جائے گی یا اسے منسوخ سمجھا جائے گا ۔

مولانا محمود الحسن المعروف شیخ الہند تقریر ترمذی میں ترمذی کے باب بیع الخیار پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

" فالحاصل انّ مسئلۃ الخیار من مھمات المسائل وخالف ابوحنیفہ فیہ الجمھور وکثیر من الناس المتقدمین والمتاخرین و

وصنفوا رسائل فی تردید مذہبہ ورجح مولانا شاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی فی رسائل مذہب الشافعی من حجۃ الحدیث والنصوص وکذالک قال شیخنا یترجح مذہبہٗ "

ترجمہ: خلاصہ بحث یہ ہے۔ کہ بیع خیار مشکل ترین مسئلہ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اس مسئلہ میں جمہور کی مخالفت کی ہے۔ بہت سے متقدمین اور متاخرین نے اس مسئلہ میں رسالے بھی تحریر کیے ہیں۔ جس میں انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تردید کی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی احادیث اور دلائل قطعیہ کے رد سے جمہور اور امام شافعی کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔

چونکہ یہ مسئلہ فقہ حنفیہ میں کتاب وسنت کے موافق نہیں اور مقلد کو اپنے امام کا قول ہرصورت ماننا ہوتا ہے۔ کہ امام کا قول رد کرنا موجب لعنت ہے۔ درِ مختار میں ہے۔

ـــ فلعنۃ ربنا اعداد رمل علیٰ من ردّ قول ابی حنیفۃ

اس پر ریت کے ذرّوں برابر لعنت ہو۔ جو ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کرتا ہے یا بقول دیگر

• وَجَبَ عَلیٰ مُقَلِّدِ اَبِی حَنِیْفَۃَ اَنْ یَعْمَلَ بِہٖ وَلَا یَجُوْزُ لَہٗ الْعَمَلُ عَلَیْہٖ " (معیار الحق ص۲۰)

کہ ابوحنیفہؒ کے مقلد پر صرف ابوحنیفہؒ کے قول پر عمل جائز ہے۔ کسی اور کے قول پر عمل جائز نہیں "

اس اصول کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اور مزعومہ لعنت سے بچتے ہوئے مولانا محمود الحسن صاحب آگے جو فرماتے ہیں۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر ذرا بتایئے۔

شیخ الہند فرماتے ہیں۔

" الحقُّ والانصافُ ان الترجیح للشافعی فی ھٰذہِ المسئلۃِ ولٰکِن نحن مقلدون یجب علینا تقلیدُ امامِنا ابی حنیفۃ"

(تقریر ترمذی ص۳۹)

"ترجمہ: حق اور انصاف کی بات یہی ہے۔ کہ حدیث اور دلائل قطعیہ امام شافعیؒ کے مذہب کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن ہم مقلد ہیں اور ہم پر (کتاب وسنت

کی پیروی نہیں بلکہ) اپنے امام ابو حنیفہؒ کی تقلید واجب ہے۔
ے آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔
حضرت شیخ الہند کی عبارت کا مطلب کتنا واضح ہے۔ کہ ہم حق کو تو چھوڑ سکتے ہیں۔ لیکن اپنے امام کی تقلید نہیں چھوڑ سکتے۔

بلکہ ہمارے معاصر مولانا تقی عثمانی صاحب نے تو اس مسئلہ میں کمال ہی کر دیا وہ اپنی کتاب "تقلید کی شرعی حیثیت" میں فرماتے ہیں۔

عامی ایسا نہیں ہوتا جو دلائل کو پرکھ سکے ایسے شخص کو اتفاقاً اگر کوئی حدیث نظر آجائے جو بظاہر اس کے امام مجتہد کے مسلک کے خلاف معلوم ہوتی ہو تب بھی اس کا فریضہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے امام ومجتہد کے مسلک پر عمل کرے اور حدیث کے بارہ میں یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا صحیح مطلب میں نہیں سمجھ سکا یا یہ کہ امام مجتہد کے پاس اس کے معارض (خلاف) کوئی قوی دلیل ہوگی۔

ص۸۷ پر لکھتے ہیں

اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پاکر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

آہ قرآن پاک جس رسولِ محتشم کی اطاعت کو ذریعہ نجات اور نسخۂ اتحاد سے تعبیر کرتا ہے۔ مقلدین اس رسولِ مکرم کی حدیث پر عمل پیرا ہونے کو افراتفری اور سنگین گمراہی پر محمول کریں

حالی مرحوم نے کیا خوب فرمایا۔ ے

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے۔ حدیثوں پہ چلنے میں دین کا خلل ہے۔
فتاووں پہ بالکل مدار عمل ہے۔ ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے۔
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

آج سے سینکڑوں برس پہلے کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے امام رازی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے فقہاء کے سامنے ان کے ان مسائل کے ردّ میں جو کتاب وسنت کے منافی تھے

قرآن کی آیات تلاوت کیں لیکن انہوں نے نہ آیات کو قبول کیا اور نہ ان کی طرف توجہ کی بلکہ میری طرف حیرانی سے دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ جب ہمارے اسلاف نے ان آیات پر عمل نہیں کیا تو ہم ظاہری مطالب کو کیسے قبول کر سکتے ہیں۔

امام رازی اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"وَلَوْ تَأَمَّلْتَ حَقَّ التَّأَمُّلِ وَجَدْتَ هٰذَا الدَّاءَ سَارِيًا فِي عُرُوقِ الْأَكْثَرِيْنَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا"

تفسیر کبیر بحوالہ حاشیہ جامع البیان صنٰ

ترجمہ:۔ اگر آپ (مقلدین کے بارہ) صحیح تحقیق کریں تو آپ دیکھیں گے۔ کہ یہ مرض کتاب وسنت کو چھوڑ کر امام کے قول کو لازم پکڑنا) اکثر اہل و دنیا کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔ بہر حال

قرآن کریم نے حق کے مقابلہ میں اکابر پرستی یا بت پرستی کو برابر قرار دیتے ہوئے اہل کتاب کی مذمت کی ہے اور فرمایا ہے۔

(اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم)

کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو خدا کے سوا رب مان لیا تھا۔ یعنی وہ خدائی احکام کے مقابلے میں اپنے اکابر کی باتوں کو ترجیح دینے لگے تھے۔ (جاری ہے)

بقیہ : سورتوں کا پس منظر اور شانِ نزول

(۷۰) سورۃ المعارج

۵ھ یا ۶ھ نبوی میں مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ کے مرکزی موضوع یہ ہیں۔

کفار کو عقیدہ آخرت کا مذاق اڑانے پر تنبیہ، اور اس کے ساتھ یومِ قیامت کی تفصیل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور انسانی فطرت کی عکاسی، اقامتِ صلوٰۃ، سائلین کی امداد، زنا سے بچنے کی تلقین، امانت اور عہد کی حفاظت، حفاظتِ صلوٰۃ، اور ادائیگی شہادت پر انعامِ جنت اور حالات آخرت سے کفار کو آگاہ کرنا وغیرہ لے

(۷۱) سورۃ نوح

۴ھ یا ۵ھ نبوی میں مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات بیان کر کے کفار کو تہدید و توبیخ کی گئی ہے۔ (جاری ہے)